ان میں جو الزامات مودودی صاحب پر لگائے گئے ہیں وہ یہ ہیں :۔

(۱) آپ نے اپنی کتاب تفہیمات میں سرقہ کے جرم پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ظلم قرار دیا ہے۔

(۲) آپ نے ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ قیامت کے بعد یہ زمین جنت بنا دی جائے گی، یعنی جنت آئندہ بننے والی ہے، اب کہیں موجود نہیں ہے نہ پہلے سے بنی ہوئی ہے۔

(۳) آپ نے ترجمان القرآن میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت آدم جس جنت میں رکھے گئے تھے وہ اسی زمین پر تھی حالانکہ یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

براہِ کرم ان الزامات کی مختصر توضیح فرمادیں تاکہ حقیقت حال معلوم ہو سکے۔

جواب: اللہ تعالیٰ ان حضرات کو راستبازی و دیانت کی توفیق بخشے۔ افسوس ہے کہ یہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کی عجیب مثالیں پیش کر رہے ہیں اور کچھ نہیں سوچتے کہ سب کچھ یہی دنیا تو نہیں ہے کبھی خدا کے سامنے بھی حاضر ہونا اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ جو الزامات آپ نے نقل کیے ہیں ان کا مختصر جواب یہ ہے:۔

(۱) صاحب موصوف کا اشارہ تفہیمات جلد دوم کے اُس مضمون کی طرف ہے جو صفحہ ۲۸۰ تا ۲۸۵ پر درج ہے۔ آپ اسے خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ سارا مضمون اُن لوگوں کے شبہات کی تردید میں لکھا گیا ہے جو موجودہ تہذیب سے متاثر ہو کر حدودِ شرعیہ کو ظالمانہ اور وحشیانہ سزائیں قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنے دلائل دیتے ہوئے میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی قانون فوجداری کی دفعات اُس مملکت کے لیے ہیں جس میں پورا اسلامی نظام زندگی قائم ہو نہ کہ اُس مملکت کے لیے جس میں سارا نظام کفر کے طریقوں پر چل رہا ہو اور صرف ایک چوری یا زنا کی سزا اسلام کے قانون سے لے لی جائے۔ چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا عین انصاف ہے اگر ملک کا معاشی نظام بھی اس کے ساتھ اسلامی احکام کے مطابق ہو، اور یہ قطعی ظلم ہے اگر ملک میں اسلام کے منشا کے خلاف سود حلال اور زکوٰۃ متروک ہو اور حاجت مند انسان کی دستگیری کا کوئی انتظام نہ ہو۔ اس ساری گفتگو میں سے اگر کوئی شخص صرف اتنی سی بات نکال لے کہ چوری پر ہاتھ کاٹنے کو یہ شخص ظلم کہتا ہے تو آپ خود ہی سوچیے کہ اس کی سخن فہمی کا ماتم کیا جائے یا دیانت کا۔

(۲) یہ مضمون ترجمان القرآن بابت ماہ مئی ۵۵ء میں دو مقامات پر بیان ہوا ہے۔ ایک صفحہ ۱۲۹-۱۳۰

پر۔ دوسرے صفحہ ۱۸۸ - ۱۹۰ پر۔ دونوں جگہ قرآن سے استدلال کرتے ہوئے میں نے یہ تو ضرور کہا ہے کہ یہ زمین عالمِ آخرت میں جنت بنا دی جائے گی اور صرف صالحین ہی اس کے وارث ہونگے، مگر یہ کہیں نہیں کہا کہ کوئی جنت اب موجود نہیں ہے نہ پہلے سے بنی ہوئی ہے۔ آخر یہ دوسرا مضمون میرے قول میں سے کس طرح نکل آیا اور کہاں سے نکل آیا؟ - اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں جگہ مکان بنایا جائیگا تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ اِس وقت کسی جگہ کوئی مکان نہیں ہے نہ پہلے کبھی بنایا گیا ہے۔ دوسرے کی بات میں ایک بات اپنی طرف سے بڑھا کر الزام کی گنجائش نکالنے کا یہ عجیب طریقہ ہے۔

(۳) اس خیال کا اظہار بے شک میں نے کیا ہے کہ حضرت آدم جس جنت میں رکھے گئے تھے وہ اِسی زمین پر تھی، مگر یہ آخر کونسا گناہ ہے اور کس عقیدے سے ٹکراتا ہے۔ مفسرین نے اس مسئلے میں تین مختلف قول اختیار کیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جنت آسمان پر تھی۔ دوسرا یہ کہ وہ زمین پر تھی۔ تیسرا یہ کہ اس معاملے میں سکوت ہی بہتر ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ فلاں قول واجب الاذعان اسلامی عقیدہ ہے اور اس کے خلاف کہنے والا قابلِ الزام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دوسرا قول بعض معتزلی علماء نے اختیار کیا ہے، مگر یہ معتزلہ کے اُن مخصوص مسائل میں سے نہیں ہے جن کی بنا پر وہ معتزلی قرار دیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اُن کی ہر بات اعتزال اور ہر ایک رد کر دینے کے لائق تھی تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ ان کے شدید ترین مخالف امام رازی تک نے ابومسلم اصفہانی اور زمخشری جیسے معتزلیوں کی بہت سی باتوں کو قبول کیا ہے اور دوسرے اہلِ علم نے بھی ان کو علمی اچھوت نہیں سمجھا ہے کہ ایک بات کو صرف اس لیے رد کر دیں کہ وہ کسی معتزلی نے کہی ہے۔

فتنہ پردازی کا مرض لاعلاج

سوال: رسائل و مسائل حصہ اول میں صفحہ ۵۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ "یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے"۔ ان الفاظ سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ آپ سرے سے دجال ہی کی نفی کر رہے ہیں۔ اگرچہ اسی کتاب کے دوسرے ہی صفحہ پر آپ نے یہ توضیح کر دی ہے کہ جس چیز کو آپ نے